NALANDA OPEN UNIVERSITY

COURSE	:	M.A. URDU PART II
PAPER	:	PAPER X
TOPIC	:	FORT WILLIAM COLLEGE
PREPARED BY	:	PROF. ISRAIL REZA,
		SCHOOL OF INDIAN & FOREIGN LANGUAGES

فورٹ ولیم کالج کی خدمات

مغل سلطنت کے کمزور ہونے کے ساتھ ہی بدیسی طاقتوں نے ہندوستان پر قبضہ جمانے کے لیے ریشہ دوانیاں شروع کر دی تھیں انگریز، فرانسیسی اور پرتگیزی ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔بالآخر ۱۸۵۷ء کی جنگ پلاسی نے ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ کر دیا اور شمالی ہندوستان پر ایسٹ انڈیا کمپنی کا اقتدار قائم ہو گیا۔

یورپی اقوام نے بہت پہلے ہی سمجھ لیا تھا کہ ہندوستان زیادہ دیر تک مغلوں کے زیرنگیں نہ رہ سکے گا اور کوئی یورپی قوم ہی اس پر حکمران ہوگی۔ اس حقیقت سے بھی سب واقف تھے کہ حاکم قوم کو آخرکار ہندوستانی زبانوں سے واقفیت ضروری ہوگی۔ اس وقت فارسی حکومت کی سرکاری زبان تھی۔ایک طبقے کی زبان سنسکرت بھی تھی لیکن ایک بول چال کی زبان تھی جسے سارے ملک میں بولا اور سمجھا جاتا تھا یہ ’اردوز‘ زبان تھی جسے ہندی اور ہندوستانی زبان بھی کہا جاتا تھا۔چنانچہ بعض بدیسیوں نے اس زبان کو سیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کی۔نیز اپنے ہم وطنوں کو اسے سکھانا چاہا۔سب سے پہلے ایک ڈچ کیٹلر نے ۱۷۱۵ء میں ہندوستانی زبان کی قواعد سے متعلق چھوٹی سی کتاب لاطینی زبان میں لکھی۔

ایک پادری بنجمن شلز نے ۱۷۴۴ء میں ایک قواعد لکھی اور ۱۷۴۸ء میں انجیل کا اردو میں ترجمہ کیا۔گلسٹن، ہڑلے اور فرگوسن کے نام بھی قابل ذکر ہیں لیکن سب سے اہم کام ڈاکٹر جان گلکرسٹ کا ہے،جو ایسٹ انڈیا کمپنی میں ملازم تھے اور

۱۷۸۳ء میں ہندوستان آے۔ہندوستانی قواعد اور لغت کے سلسلے میں انہوں نے نہایت بیش قیمت کام کیا۔
ان سب کاموں نے ہندوستانی زبانوں کو سیکھنے کے لیے راستہ ہموار کردیا تھا لیکن انگریز تاجروں نے سمجھ لیا تھا کہ ان چھوٹی چھوٹی کتابوں سے کام نہیں چلے گا۔اب ہندوستانی کتابوں کو سیکھنے کا باقاعدہ بندوبست کرنا ہوگا۔چنانچہ جنوری ۱۷۹۹ء میں کلکتہ میں اورینٹل سمندری کا قیام عمل میں آیا۔اس میں انگلستان سے آنے والے انگریز افسروں کو اتنی ہندوستانی سکھائی جاتی تھی کہ وہ منشی سے فارسی پڑھ سکیں۔ آخر اس کو بھی ناکافی سمجھا گیا۔
ہندوستان کے مغل شہنشاہ شاہ عالم نے بنگال اور بہار کی مالگزاری وصول کرنے کا کام ایسٹ انڈیا کمپنی کو سونپ دیا تھا۔اس لیے نووارد انگریز افسروں کے لیے ہندوستانی زبانوں کی واقفیت زیادہ ضروری ہوگئی تھی۔اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے گورنر جنرل نے کلکتہ میں ایک کالج قائم کرنے کا منصوبہ بنایا۔

لارڈ ویلزلی کا یہ منصوبہ ۱۰ جولائی ۱۸۰۰ء کو منظور ہوا۔لیکن اس پر ۴ مئی ۱۸۰۰ء کی تاریخ ڈالی گئی ۔کیونکہ ٤ مئی کو سرنگا پٹنم کی جنگ میں سلطان ٹیپو کو شکست ہوئی تھی اور ویزلی اس تاریخ کو انگریزی ہندوستان کی تاریخ میں امر کر دینا چاہتا تھا ۔کیونکہ اسی دن یہ فیصلہ ہوا تھا کہ آئندہ ملک کے حکمران انگریز ہونگے۔اور اسی دن یہ بات سمجھ لی گئی تھی کہ ملک پر راج کرنے کے لیے ملک میں بولی جانے والی زبانوں کو سمجھنا ضروری ہوگا۔۴مئی ۱۸۰۰ء اس کی پہلی سالگرہ تھی ۔

یہ کالج فورٹ ولیم‌سام کے قلعے میں قائم ہوا اس لئے فورٹ ولیم کالج کہلایا۔ لارڈ ویزلی‌سے کالج کے معاملات میں بہت دلچسپی لی‌انہوں‌سے کالج میں بہت سے شعبے قائم کیے اور لائق اساتذہ کا انتخاب کیا۔کالج کے پہلے پرسسپل ڈیوڈ براؤن مقرر ہوئے۔ڈاکٹرجان گلکرسٹ ہندوستانی زبان کے شعبہ کے صدر منتخب ہوئے۔ہندوستانی زبان سے اس وقت اردو زبان مراد لی جاتی تھی۔گلکرسٹ بہت ذہین اور محنتی انسان تھے انھوں‌سے بڑی محنت سے علم حاصل کیا تھا بہت شوق کے ساتھ اردو زبان سیکھی تھی اور کئی کتابیں لکھی تھیں۔ بعد کو وہ ایک کتاب میں لکھتے ہیں۔

" جس گاؤں میں اور جس شہر میں مجھے جانے کا اتفاق ہوا وہاں میں نے زبان اردو کو مقبول پایا"۔

گلگرسٹ سے فورٹ ولیم کالج میں رہ کر اردو زبان کی زبردست خدمت کی‌انہی کی کوششوں سے کالج کے ساتھ ساتھ ایک بڑا کتب خانہ اور پریس بھی قائم کیا گیا جس میں‌سستعلیق جب کالج شروع ہوا اور ٹایپ سے کتابیں چھاپی جاتی تھیں ۔ اُردو پڑھانے کا وقت آیا تو ایک اور دشواری سامنے آئی۔معلوم ہوا کہ اردو میں ایسی کتابیں موجودسہیں جو کالج میں پڑھائی جا سکیں ۔اب ان اہل قلم کی تلاش شروع ہوئی جو کتابیں لکھنے کا کام انجام دے سکیں ۔مصنیفین کی خدمات حاصل کرسے کے لیے اشتہار جاری کیا گے۔اس طرح گلگرسٹ کی کوشش سے کلکتہ میں سارے ملک کے ایسے اہل قلم جمع ہوگئے جو کتابیں لکھنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ان میں میر امن، میر شیر علی افسوس، مرزا علی لطف، میر بہادر علی حسینی،میر حیدر بخش حیدری،کاظم علی جوان،سہال چند لاہوری،اور بینی‌سارائن جہاں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

کتابیں تیار ہونے لگیں تو انہیں چھاپنے کے لیے کتب خانے اور پریس قایم کیے گئے۔گلکرسٹ کی سفارش پر کالج میں قصہ خواں ملازم رکھے گے جوسوواردانگریزوں کو آسان زبان میں قصے سنا کر اردو کا ذوق بھی پیدا کرتے تھے ۔اور انھیں لفظوں کے درست تلفظ کی تربیت بھی دیتے تھے۔غرض اردو کے اس محسن نے اردو زبان کے فروغ کے لیے کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔بابائے اردو مولوی عبدالحق نے ان کے بارے میں درست فرمایا ہے کہ:

" جو احسان ولی نے اردو شاعری پر کیا تھا وہی احسان گلگرسٹ نے اُردونثر پر کیا ہے".

گلکرسٹ کی خواہش تھی کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کالج کی طرف زیادہ توجہ کرے اور اس کے اخراجات کے لیے زیادہ روپیہ منظور کرے۔ مگر کمپنی کی نظر تجارت پر تھی وہ روپیہ خرچ کرنا نہیں بلکہ کمانا چاہتی تھی۔آخر کار بد دل ہوکر ڈاکٹر جان گلکرسٹ نے کالج سے استعفیٰ دے دیا اور جلد ہی وہ دن بھی آگیا جب کالج ہی بند ہوگیا کیونکہ کمپنی کا بورڈ آف ڈائریکٹرز کالج کے اخراجات سے عاجز تھا ۔

فوٹ ولیم کالج انگریزوں کو ہندوستانی زبان سکھانے کے لیے قائم ہوا تھا ۔اس لیے کالج میں جتنی کتابیں لکھی گئیں وہ عام فہم، آسان اور بول چال کی زبان میں لکھی گئیں ۔میر امن نے اس پر فخر کیا ہے کہ انہوں نے باغ و بہار بولی ٹھولی کی زبان میں لکھی ہے ۔

یہ درست ہے کہ کالج میں اعلی درجے کی کتابیں نہیں لکھی گئیں ۔قصے کہانیوں کی کتابوں پر زیادہ زور رہا اور ان میں بھی بیشتر تراجم ہیں۔دراصل کالج کا مقصد محدود اور ضرورت واضح تھی۔انہی کو پیش نظر رکھا گیا۔یہ بھی درست

ہے کہ کالج میں جو کتابیں لکھی گئیں کالج سے باہر اس وقت ان کا چرچانہیں ہوسکا لیکن ان کے اثرات دیرپا اور دور رس ثابت ہوئے۔ کالج کی کتابوں میں میر امن کی باغ و بہار،حیدر بخش حیدری کی آرائش محفل،مرزا علی لطف کا تذکرہ گلشن ہند،میر شیر علی افسوس کی باغ اردو،مرزا کاظم علی جوان کے ڈرامہ شکنتلا اور للو لال جی کی سنگھاسن بتیسی کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔

فوٹ ولیم کالج میں سنسکرت کی طرف بھی توجہ دی گئی۔یہاں سنسکرت کے قصے بول چال کی زبان میں سنائے جاتے تھے تاکہ اردو کے مصنف ان کو اپنی زبان میں لکھ لیں اور للو لال جی جو سنسکرت کے ماہر تھے اس کام میں مدد کرتے تھے۔ فوٹ ولیم کالج لارڈ ولزلی کا لگایا ہوا پودا تھا۔ان کی خواہش تھی کہ یہ برقرار رہے اور دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے۔انہوں نے ایک بار یہاں تک لکھا تھا کہ:

"اگر یہ کالج ختم ہوگیا تو انگریزی عملداری ہندوستان سے اُٹھ جائے گی"

مگر ان کی رائے کو اہمیت نہیں دی گئی۔اور ۱۸۵۴ءمیں اس کالج کو فضول شے سمجھ کر بند کردیا گیا۔اس کالج کی خدمات سے اردونثر کے دامن کو وسیع کیا اور جونثری سرمایہ یہاں وجود میں آیا وہ ہمارے ادب کا انمول ذخیرہ ہے اور اس پر ہمیشہ فخر رہے گا۔